شادی خانہ آبادی

دنیا کا یہ قائم چمنستان ہے اسی سے انسان کا دل غنچۂ خندان ہے اسی سے
نوخیزون کا گلدستۂ ایمان ہے اسی سے وہ گل ہے کہ گھر رشک گلستان ہے اسی سے

آبادیِ کاشانۂ انسان ہے شادی
سب راحت و آرام کا سامان ہے شادی

لفظ شادی اگر حقیقت پوچھئے تو ہمارے کانون کو کچھ بیاہ ہی کے معنی مین زیادہ مانوس اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ یون تو منگنی کے طور پر جسکو مسنغار کہتے ہین ہر ایک خوشی کے موقع پر بھی اسکا استعمال و تصرف کیا جاتا ہے۔

شادی۔ کتخدائی۔ عقد نکاح۔ یا بیاہ ایک ایسا جدید عشق و الفت اور مہر و محبت کا رشتہ ہے جو اکثر غیر و ناواقف مرد اور ناآشنا و اجنبی عورت کے درمیان ہمیشہ کے لئے تمام رشتون سے اتنا زیادہ نزدیک ہوجاتا ہے کہ بس یہہ مصرع صادق آتا ہے۔

تا نگوید بعد ازان من دیگرم تو دیگری

غرضکہ رشتۂ زن و شو قربت و نزدیکی مین آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ دنیا مین کچھ ایسے لوگ بھی ہین جو شادی کے خلاف ہین۔ اور وہ اختلاف کا سبب مختلف بتاتے ہین۔

(۱) کوئی کہتا ہے کہ:۔ مجرد سب سے اعلیٰ جورو ہو نہ سالہ۔ مفت مین جورو کا جنجال لڑکون کا وبال کون اپنے سر لے۔

(۲) کوئی کہتا ہے یہ تو ہئی ہے اسکے سوائے عورتون کا فرقہ نافہم ناقصات العقل۔ پُر دغا۔ اور بیوفا ہوتا ہے۔ اور اس خیال کو بے طرح دل مین جگہ دے رکھا ہے۔

اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید؟

(۳) بعضون کی رائے ہے کہ عورتین اکثر افعال قبیحہ اور حرکات ذمیمہ و ناسزا کی مرتکب ہوتی ہین۔ لہذا انسے دور ہی رہنا انسب ہے اور اپنے خیال کی تائید مین کہتے ہین ؎

maablib.org

کتاب	قیمت	مضامین
[illegible]تی	ار	دوستی - دوستی کی ضرورت - دوستی کیسے لوگون سے کرنا چاہئے اور کیسے لوگون سے نہ کرنا چاہئے - دوستی کے فوائد وغیرہ وغیرہ -
[illegible]ول خرچی	ار	اس رسالہ مین مال کے خرچ کرنے کی عمدہ طریقے اور فضول خرچی کے برُے نتائج نہایت خوش اسلوبی سے دکھائے گئے ہین - فضول خرچی خدا کا گناہ اور دنیا مین تباہی وبربادی کا سبب ہے - کفایت شعاری قسمت وری وخوش نظمی کی بنیاد ہے - شادی وغمی کے بیقاعدہ خرچ اور اوسکے نقصانات کے بیانات -
قرض	ار	[illegible] رسالہ مین قرض کی تعریف اور اوسکا خاصہ - قرض کیون لیا جاتا ہے - اسکی ضرورت [illegible] دکھائی ہے اور جن جن ضرورتون پر قرض لیا جاتا ہے انکو علیحدہ علیحدہ بڑی خوبی وخوش اسلوبی سے بیان کیا ہے حوائج وضروریات کو بھی عمدہ مثالون کیے ساتھہ لکھا ہے اور اوسپر عقل سلیم اور تجربات زمانہ کے موافق فیصلہ کیا ہے -
معلم	۲ر	یہ ایک ایسی کتاب ہے جس مین انسانی خصائل کے تمامی قواعد نہایت شستہ الفاظون مین درج کیے گئے ہین - بچون کی تعلیم - خانہ داری کے اصول - آداب محفل - آداب شاہی کھانا - پینا - بیٹھنا سونا - خرید وفروخت - اور بری وبحری سفر کے طریقے معہ گذشتہ محقق ناصحون کی عام نصیحتون کے عام فہم الفاظون مین درج ہین -
خانہ داری	ار	اس کتاب مین خانہ داری کے اسباب اور راحت وآرام سے زندگی بسر کرنے کا طریقہ - بادشاہ وقت - والدین - بھائی - بند - اقارب - اوستاد - نوکر چاکر کے حقوق روحانی آرام حاصل کرنے کا ذریعہ بہت دلچسپی کیساتھ لکھا گیا ہے -
عیاشی	ار	اس رسالہ مین صرف ایک عیاشی کیوجہ سے مال ومتاع - نقد وجنس - عزت وحرمت ناموری - شباب صحت - زندگی اور ایمان پر جو جو تباہیان آجاتی ہین اوسکے دفع زنیکا سہل اصول بتایا گیا ہے - واقعی کتاب کیا ہے آئینہ عبرت ہے - قوم وملک کے تباہ کن رسومات کی تشریح اور اوسکے دفعیہ کی ترکیبین ۱۸ جرائم کے ارتکاب کا سبب عیاشی کو ثابت کیا ہے
		اس رسالہ مین قومی یا مذہبی تعصب کے نقصانات کے بارہ مین علماء یورپ کے اقوال اور [illegible]دوستان مین تعصب کے باعث جو ملک کی تنزلی ہو رہی اور جس سے باہمی نفاق پیدا ہو گیا ہے [illegible]

MAABIB 1431
maabib.org

اگر نیک بودے سرانجام زن
زنان را مزن نام بودے نہ زن

ہندوستان کے علاوہ لندن-پیرس-اور برلن وغیرہ مین بہی ایک آدہ ایسے کلب کی خبرین سنی گئین جو شادی کے مخالف ہین مگر چونکہ ان کے اسباب سے ہمین پوری طور پر آگاہی نہین ہے بدین وجہ اونکو معرض بحث مین نہین لائے۔

ہان اگر شادی سے مخالفت کی یہہ وجہ ہو کہ جب تک ادنے درجہ کے مرد کو بہی اپنے خورد و پوش اور اخراجات ضروری سے اتنا بس انداز نہو رہتا ہو کہ اُس سے بیوی بننے والی عورت مثل اپنے شوہر کے اپنی گذران کر سکے تو خیر کوئی مضایقہ نہین۔ ایسا تجرد جو ناداری کی حد کو پہونچے وہ ایک گونہ معذرت سے علاقہ رکہتا ہے جسکو اوسوقت مستثنے کر سکتے ہین جب تک کہ خود کوئی متمول عورت یا اوسکا ولی اُس مرد نادار سے ازدواج یا مناکحت قبول و منظور نہ کرے۔ لیکن ایسی مثال دنیا مین کمتر مل سکتی ہے۔

بہر کیف جو لوگ شادی کے مخالف ہین ہم کو سب سے پیشتر ان کی قابلیت پر نظر ڈالنی چاہیے اور یہ دیکہنا چاہیے کہ اُن مین شادی کی قابلیت ہے یا نہین؟ یعنی (۱) مخالف مین کوئی عارضہ شرمناک و لاعلاج تو نہین ہے؟ (۲) مخالف کا چال چلن ایسا تو نہین ہے کہ جسکو اخلاق و تہذیب اور فلسفہ مذاہب ناجائز و ناروا ٹہراتا ہے وغیرہ۔

اگر خدا نخواستہ حسرت نصیب مخالف مین ان مین سے کوئی بات ہے تو ہماری تہذیب مانع ہے کہ ہم اوسکی شادی کی عدم قابلیت کا پردہ فاش کرین بلکہ اوسکی تاویل کو نتیجہ کی طرف سے تسلیم کرین مگر اوسکے ساتھ ہی یہہ ہی کہدین کہ:-

ہان صاحب! شادی آپکے قابل نہین ہے اور نہ آپ شادی کے قابل!!

اور جو لوگ کہ واقعی شادی کی قابلیت رکہتے ہین مگر شادی کے مخالف ہین۔ اور کہتے ہین کہ مفت مین جورو کا جنجال اور لڑکون کا وبال کون اپنے سر لے۔ مجرد سب سے اعلیٰ جورو ہو نہ سالہ۔ (۱) اونسے البتہ ہمارا خطاب ہے کہ اگر ایسا ہی خیال دنیا کے اُس پہلے آدمی (آدم) کا ہوتا کہ جسکی ذریات آج چار دانگ عالم مین قریب ڈیڑھ ارب کے پائی جاتی ہے۔ بجائے اسقدر آدمی کے ایک چڑیا کا پوت بہی دنیا مین نظر نہ آتا۔ حتے کہ نہ مخالف شادی پیدا ہوتا نہ مین متفق۔ اگر مخالف ان مین سے کسی ایک کو بر سر غلطی کہے تو اوسپر ناخلف کا اطلاق ہوگا۔

خطائے بزرگان گرفتن خطاست

سب سے پہلے آدمی عالم اسباب مین اپنی ہستی قیام - اور طریقہ گذران ہی پر غور کرے کہ کیا تہا - اور اب کیا ہے کہان ہے - اور کب تک رہیگا وماسوا اسکے بھوک - پیاس - نیند - حوائج ضروری - بیماری - اور دیگر مصائب دنیوی وغیرہ یہ سب جنجال اور کھڑاگ جیتے جی ہر شخص کے پیچھے لگے ہوئے ہین کوئی اس سے الگ نہین ہے - پھر جورو بچون کے تعلقات سے ڈرنا کیسا - مرگ انبوہ جشنے وارد ایک حمام مین سب ننگے -

ہمارا خیال ہے کہ جب تک آدمی شادی نہین کرتا - گھر مین بیوی نہین آتی - بچے نہین ہوتے تب تک آدمی کمال آدمیت کو نہین پہونچتا -

سمائلس صاحب لکھتے ہین کہ عورتین تمام تعلیم دینے والون سے زیادہ انسانیت کو سکھاتی ہین - اگر مرد انسانیت کا دماغ تو عورت دل ہے - مرد انسانیت کی قوت فیصلہ - عورت اسکے خیالات - مرد انسانیت کی طاقت - عورت نزاکت - زیور اور تسلی ہے -

مجرد مرد انگلش سوسائٹی مین مفلس قلاش - اور ہندوستان مین تو اوسکا کوئی رتی بھر اعتبار نہین کرتا - مفلس کی زندگی موت سے بدتر خیال کی جاتی ہے - اور بے اعتبار آدمی سے چور کہین اچھا خیال کیا جاتا ہے - مرد کی دنیاوی آبرو اور روحانی ترقی شادی کرکے جورو گھر مین لانے اور اوسکی پرورش کرنے سے ہوتی ہے جسکا ایک ظاہری ثبوت یہ ہے ؎

گر ترقی چاہتا ہے تو کسی کی پرورش
خاک سے فوق شجر پر جاتی ہے آب کو

شاید اسپر کوئی صاحب یہ کہین کہ اس شعر مین بیوی کے لئے تخصیص نہین ہے بجائے بیوی کے مان باپ کی دستگیری وکفالت کیون نہ کرین جسکو کہ دوسرے لفظون مین پرورش وپرداخت کہہ سکتے ہین -

اسکے جواب مین ہم یہ کہین گے کہ مان باپ کے حقوق لاتعد ولاتحصی کا تو ہر شخص مقروض ہے اور چونکہ قرض بمنزلہ فرض ہے - لہذا وہ واجب الادا تو برسون سے اولاد کے ذمہ چلا آتا ہے - مان باپ کوئی جدید قرض خواہون مین سے نہین ہین - پس ہماری مراد مخصوص بیوی ہی سے ہے -

(۲) جو لوگ فرقہ اناث کو نافہم - ناقص العقل - اور بیوفا ٹھہراتے ہین اور اسپر "اسپ وزن و شمشیر وفادار کہ دید" کی دلیل پیش کرتے ہین اونسے ہمارا صرف یہ سوال ہے کہ نافہم کوئی خلقی

maablib.org

شے ہے یا تحصیلی ؟ اگر خلقی ہے تو براہ مہربانی مخلوق کو چھوڑ کر خالق بیچون سے شکایت کیجئے۔ اگر "تحصیلی" ہے تو ذریعۂ تحصیل سب سے پیشتر مرد ہی کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ عورت اس طرح بھی بری ہے۔

اور جب عورتین نافہم ٹھہرین تو نقص عقل بھی ممکن ہے اور اسکا سبب بھی مرد ہی ہوسکتا ہے نہ کہ عورت اور اسی طرح فرقۂ ذکور سے اناث کی بیوفائی پیدا ہے۔ اگر پہلے مرد عورت کے ساتھ بیوفائی نہ کرے تو عورت بیوفائی کا نام ہی نہین جانتی۔ بس بیوفائی بھی مردون کی ذات ستودہ صفات نے عورتون کو سکھائی اب شکایت فضول ہے ؎

مر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے

سبھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے

اگر یہ مصرعۂ ثانی "اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید" صحیح ہے تو رخش اور دلدل وغیرہ کی نسبت جو اسلامی تاریخون مین بڑے وثوق کیساتھ تذکرے ہین وہ سب غلط ہوجائینگے۔

جبکہ عام عورات بے وفا ہین تو کیتھرائن ملکہ روس۔ وکٹوریا ملکۂ انگلستان اور ہندوستان کی تاریخی مشہور عورتون مین۔ ممدودری۔ درویدی۔ تارا۔ جانکی۔ کرشنا بائی۔ اہلیا بائی۔ اور چاند سلطانہ وغیرہ کے جو کارنامے دنیا کی تواریخ مین موجود ہین اُن کی صحت و تصحیح کی نسبت کیا کہا جائیگا ؟

اب رہ گئی شمشیر میرے خیال مین اگر تلوار پر بھروسہ نہ ہوتا تو آج فاتحان نامی و گرامی ممالک عرب و روم اور ایران وغیرہ کا نام و نشان صفحۂ تاریخ سے مٹ جاتا۔ جس تلوار کی وفاداری مین شک و شبہہ سے کام لیا گیا ہے اوس کی نسبت سابقین کا جو خیال تھا وہ یہہ ہے ؎

اشراف کا بناؤ۔ رئیسون کی شان ہے

شاہون کی آبرو ہے۔ سپاہی کی جان ہے

(۳) اور جو لوگ عورتون کو بدکار خیال کرتے ہین اور یہ کہتے ہین ؎

اگر نیک بودے سرانجام زن

زنان را مزن نام بودے نہ زن

ہم اونسے دریافت کیا چاہتے ہین کہ عورتون کا بدکار بنانے والا کون ہے۔

اس الزام سے بھی مردون کی ذات بابرکات بری نہین ہوسکتی۔

میرا خیال ہے کہ اگر مرد عورتون کو افعال قبیحہ و حرکات ذمیمہ پر آمادہ نہ کرین تو عورتین بذات خاص نہ بُری ہوسکتین اور نہ تنہا بُرائی کرسکتی ہین ؎

بدنام لوگ کرتے ہین عورت کی ذات کو — شیطان سے پوچھتے نہین مردون کی گھات کو
ترغیب دی برائی کی پہلے تو یون کرو — اب عورتین کرین جو برائی تو خود ہنسو
قدرت کے بیش وکم کا نہین حال کچھ سنا — شہوانی مادہ ملا عورت کو اٹھ گنا

بدنام عورتون کی نہ اب ذات وہ کرین
اچھے ہین مرد تو نہ بری بات وہ کرین

غرض جو قوت شہوانی مرد و عورت کو عطا ہوئی ہے اور ماسوا اِسکے اِنسان وحیوان کے طریقہ تولید پر بھی ذرا سا غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ہر ایک ذیروح مذکر و مونث کو آپس مین جوڑے کے ساتھ رہنے کے لئے فطرت کا منشا ہے جبکو دنیا کی تہذیب و شایستگی نے شادی بیاہ کے نام سے مشہور کر رکھا ہے ہمنے اس مضمون کو مندرجہ ذیل مسائل پر ختم کیا ہے۔

(۱) شادی کب اور کسوقت کرنی چاہیے؟
(۲) شادی کیسے لڑکے سے کرنی چاہیے؟
(۳) شادی کیسی لڑکی سے کرنی چاہیے؟
(۴) شادی کے بعد مرد کے فرائض ضروری کیا ہین؟
(۵) شادی کے بعد عورت کے فرائض کیا ہین؟
(۶) اگر خدانخواستہ اولاد نہ ہو تو فی مابین زن و شو کیسا برتاؤ لازم ہے؟

شادی کب اور کسوقت کرنی چاہیے

جہان تک شایستہ قومون مین دیکھا گیا ہے شادی اُوسوقت کی جاتی ہے جبکہ لڑکا اور لڑکی دونون کی عمرین شادی کے قابل یعنی حد بلوغ اور سِن تمیز کو پہونچین اور چونکہ مرد وعورت کے بلوغ کے آثار ونشان سے ہر شخص واقف ہے۔

جوانی مین بہار حسن وصورت آہی جاتی ہے
ثمر جسوقت گدراتا ہے رنگت آہی جاتی ہے

لہذا اس عام مسئلہ مین ہمکو عرق ریزی وموشگافی کی ضرورت نہین ہے۔ البتہ یورپ کے بعض بعض ملکون مین شادی کا قانوناً وقت مقرر ہے۔ اور ہندوستان مین مرد کا اپنی زوجہ سے تعلق کا وقت ضرور از روئے قانون مقرر ہے اُس سے قبل منع ہے۔

نام ملک	مرد کی عمر	عورتکی عمر	نام ملک	مرد کی عمر	عورت کی عمر
آسٹریا	۱۴ برس	۱۲	ہنگری فرقہ پروٹسٹنٹ	۱۸	۱۵
جرمن	۱۸	۱۴	پرتگال	۱۴	۱۲
بلجیم	۱۸	۱۵	روس	۱۸	۱۶
اسپانیہ	۱۴	۱۲	سوئزرلینڈ	۱۴	۱۲
فرانس	۱۸	۱۴	ٹرکی	بعد بلوغ	بعد بلوغ
ہنگری فرقہ رومن کیتھولک	۱۴	۱۲	یونان	۱۴	۱۲

ہم اُس عمر مین شادی کے بالکل ہی خلاف ہین جس مین لڑکا لڑکی دونون خوردسال ہوتے ہین ایسی شادی سے دونون کو جوان ہوتے پر بھی شادی کا لطف خاک نہین ملتا یعنی دونون مین مہر و محبت کی وہ گرم جوشی نہین رہتی جو سن بلوغ کے بیاہ شادی مین ہوا کرتی ہے۔ دونش مرد و عورت دونون عمر بھر نحیف و زار اور ناطاقت و کمزور رہتے ہین اور اپنی عمر طبعی کو نہین پہونچنے پاتے قبل از وقت مرجاتے ہین۔ اُن کی اولاد بھی کمزور اور دھان پان ہوتی ہین اور بیشتر تو زندہ نہین رہتین۔ اگر اتفاق سے مرد مر گیا تو پھر کیا ہے۔ بیچاری عورت کو ہندوستان کے رسم و رواج کے موافق تا زیست رنڈاپے کی مصیبتین جھیلنی پڑتی ہین اُسوقت حسرت نصیب عورت جیتے جی درگور ہو جاتی ہے اور ہر وقت آہ سرد دل پر درد سے کہتی ہے ؎

اجل خفا ہے۔ فلک مدعی۔ زمین دشمن
مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

اور سن تمیز کی شادی مین ان آفتون سے بہت کم سامنا پڑتا ہے۔

اِس سے بدرجہا خراب وہ شادی خیال کی جاتی ہے جس مین دولہا اور دولہن کی عمرون مین زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ مثلاً تیس برس کا مرد اور ساٹھ برس کی عورت۔ یا آٹھ برس کا دولہا اور بیس برس کی دلہن۔ توبہ! یہ بھی کوئی شادی ہے۔ بقول شخصے مصرع

تا تو بن میر سی من بخدا میرسم

چند روز کے بعد یہ حالت نظر آتی ہے کہ میان قبر مین پاؤن لٹکائے ہین آج مرے کل دو سرا دن۔ اور بیوی ؎

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتین مرادون کے دن

اوسوقت بوڑھا شوہر بیوی کی بھری جوانی دیکھ دیکھکر عجیب حسرت وتاسف سے کہتا ہے ؎

دکھایا پیری نے افسوس یہ ستم ہمکو
شباب آیا جو اونکا تو ہم جوان نہ رہے

اگر بیوی عمر مین بڑی ہوئین اور میان چھوٹے۔ یہ اور غضب کا سامنا ہے۔ کیا آپ نے ایسی پُرارمان وحسرت زدہ دلہن کا کلام نہین سنا ہے ؟ ؎

جوش شباب ہم سے سنبھالا نہ جائے گا
شوہر تیتر کی طرح سے پالا نہ جائے گا
چھٹ جای جان عذاب سے کچھ کھا کے سو رہین
گھر سے قدم تو خیر نکالا نہ جائے گا

بس ایسی شادی سے خدا ہر ایک عورت کو بچائے رکھے۔ اگر لڑکی کے کم بخت ماں باپ یا اوسکے ولی وسرپرست خود کچھ روپیہ لیکر یا دولت کی اس طمع مین کہ بلا سے شوہر سن رسیدہ ضعیف یا بوڑھا یا ناقابل و بے جوڑ ہے تو ہو۔ لیکن ثروت تو ہے۔ لڑکی عیش کریگی۔ شادی کر دیتے ہین۔ مگر افسوس اُن ناعاقبت اندیش ولالچی ماں باپون کو اسکی خبر نہین کہ صرف دولت ہی ہماری لخت جگر و نور بصر کو خوش نہین رکھہ سکتی۔

کیا غضب کی بات ہے کہ ضعیف وریش سفید اور ایسے بوڑھے شوہر کے پہلو مین جسکے منہ مین نہ دانت نہ پیٹ مین آنت بارہ[12] چودہ[14] یا سولہ[16] برس کی نوجوان مہ پارہ عورت دل ہی دل مین اپنی بدنصیبی کو آٹھ آٹھ[8] آنسو ؤن روتی اور اپنے ستمگار ماں باپ کو پانی پی پی کر اوٹھتے بیٹھتے کوستی ہے اُسوقت اوس بدنصیب اور کشتہ حسرت و یاس عورت کو جسکے پاس شوہر کا مال و متاع اور نقد و جنس سب ہی کون تشفی اور تسلی دیسکتا ہے اور اوسکے دل کی لگی کو بجھا سکتا ہے جب وہ زبان حال سے کہتی ہے ؎

نخل امید نتھا پھولنے پھلنے کے لئے
حسرتین دل مین تڑپتی ہین نکلنے کے لئے

ہر چند کہ ایسی شادیون کی خبر کبھی کبھی ممالک یورپ مین بھی سنی جاتی ہے کہ ساٹھ[60] ستر[70] یا اسی[80] برس کا مرد اور سولہ[16] اٹھارہ[18] یا بیس[20] برس کی عورت مگر ہندوستان اور یورپ کے رسم ورواج مین مین

وآسمان کا فرق ہے۔ ایک تو وہان کی آب وہوا کا کیا پوچھنا ہے، جسکے سبب وہان کی تندرستی یہان کی تندرستی پر فوق رکھتی ہے۔ یہان کا مرد چہل سالہ وہان کے ساٹھ برس کے بوڑھے کے برابر ہے۔ وہان کی عورات آزاد ہین اونکو آزادی حاصل ہے۔ یہان کی عورتون کو آزادی نہین۔ اگر ان کی آواز بھی مکان کی چار دیواری سے باہر جاے تو عیب مین داخل ہے۔ وہان کی ایسی نوجوان عورتین جنھون نے محض دولت کے خیال سے سن رسیدہ شوہر قبول کیا وہ بیوہ ہوجانے پر ضرور ہی اپنے پسندیدہ اور مرغوب طبع مرد کے ساتھ عقد ثانی کر لیتی ہین اونھون نے اگر ایک شوہر سے زندگی بسر کرنے کا ذریعہ (دولت) حاصل کیا۔ تو دوسرے سے زندگی کا لطف۔ غرضکہ اونکے دونون میٹھے۔ یہان وہ بات کہان؟ جو ہونا تھا ایک دفعہ ہوچکا۔ چاہے مذہبی واخلاقی برائیان ملکی رسم و رواج کے پردے مین کی جائین وہ سب گوارا ہین۔ مگر یہ ممکن نہین کہ بیوہ کی دوبارہ شادی کیجائے۔ اگرچہ دیانند ویدانتی اور شرع محمدی عقد ثانی جائز کہتا ہے۔ کہا کرے۔ کیا مذہبی پابندی کے لئے دنیا مین اپنی ناک کٹوائین؟

ایسے متبرک خیال کے لوگون سے کوئی یہ تو پوچھے کہ حضرت! بیوہ کے عقد ثانی سے تو خاندان بھر کی ناک کٹ جاتی ہے۔ اور جب ایسی متذکرہ بالا بیوہ سے بشریت کے تقاضے مین کوئی اخلاقی لغزش ہوجاتی ہے اور کبھی کبھی نوبت بعدالت آتی ہے اوسوقت خاندان کی ناک کہان رہ جاتی ہے؟

پس ایسی بے جوڑ شادیون مین اکثر عورتون کو ایسی ہی مصیبت۔ تکلیف۔ رات دن کی کوفت ہر وقت کا جلاپا۔ اور شرمناک و مذلت دہ واقعات کا سامنا ہوتا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ عورت کے جیتے جی اور مرنے کے بعد مرد متعدد شادیان کرسکتا ہے؟ اور مرد کے مرنے پر بھی عورت اگر عقد ثانی کرے تو اوسکو مجرا جانتے ہین؟ کیا عورت خدا کے بندون مین نہین؟ کیا عورت کا خالق دوسرا ہے؟ کیا خدا نے عورت کو قوت شہوانی نہین دی ہے؟ اور دی ہے تو کیا مردون سے کم ہے؟ یاد رکھو ؎

خراب نہ ہوگا سپہر ہے قائم جہان مین　　جب تک کہ آبدیدہ کوئی دل جلا نہو
بل مین بہائیگی یہ پل آسمان تلک　　سیل سرشک ہے یہ ہوائی گھٹا نہو

پس ہر حالت مین شادی بیاہ کے موقع پر مرد وعورت کی عمر پر خاص لحاظ رکھنا چاہئے۔ میرے خیال مین کم از کم چار برس اور زیادہ سے زیادہ سات برس مرد عورت سے بڑا ہو تو موزون

ہوگا۔ اب اگر اس تعداد مین جسقدر کمی یا بیشی ہوگی اوسیقدر زیادہ طرح طرح کی مشکلات اور مصائب کا سامنا رکھا ہوا ہے۔

شادی کیسے لڑکے سے کرنی چاہیے

اِس جگہ ہم کو صرف یہہ دکھانا ہے کہ لڑکی کے ماں باپ یا ولی یا سرپرست لڑکی کے لئے کیسا شوہر تلاش کرین؟

جب کوئی لڑکا اپنے خاندان کے موافق مل جاے اوسوقت لڑکے کی نسبت چار باتون کا خاص خیال چاہیئے۔

اول۔ لڑکے کے حالات۔ دوم لڑکے کی عادات۔ سویم لڑکے کی تندرستی۔ چہارم لڑکے کی عمر۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے ہندوستان مین عام طور سے کوئی اِن باتون کی طرف خیال نہین کرتا۔ بلکہ زیادہ تر صرف یہ دیکھا جاتا ہے کہ لڑکے کا خاندان اچھا ہو۔ اور متمول ہو۔ اگر متمول نہین تو خیر خوشحال سہی۔ اور بعض تو دولت کے آگے خاندان پر بھی چندان لحاظ نہین کرتے صرف والدین یا ولی کی دولت یا خوشحالی پر نظر کرکے لڑکے کے حالات وعادات وغیرہ کی کہ جسکے ساتھ زندگی بھر کا تعلق ہوگا تحقیق وتفتیش نہ کرنی کیسی ستم کی بات ہے اور یہی ایک خاص وجہ ہے جس سے ہندوستانی زن وشو مین اکثر نا اتفاقیان۔ اَن بَن۔ اور تو تو مین مین کی نوبت بہ نسبت اور قومون کے زیادہ پائی جاتی ہے۔ جو لوگ دولت کے مقابل مین خاندانی ہڈی کی پروا نہین کرتے اُن کی نسبت یہ مقولہ صادق آتا ہے ؎

کھودیا آپ نے لالچ مین بصارت اپنی
ایک پیسہ پہ گیا نسل کو غارت اپنی

شاباش اے ہندوستان! تو نے بیشتر تو بطور دل لگی کبوتر۔ مرغ۔ اور کتون کو بے میل جوڑون سے مخلوط النسل جانورون کی مختلف الرنگی دیکھی اور اب خود طمع نے تجھکو ایسا اندھا کردیا ہے کہ زر کے لئے تجھے اپنی نسل بگاڑنے مین بھی باک نہین ہوتا۔ سچ ہے۔

بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

اے ہندوستان کی زمین وآسمان کے افلاس وادبار کی چکی! تو نے حسب ونسب اور پاکیزہ نسلون کو بھی سرمۂ اُمتحنہ بناکر پیس ڈالا! ہاے افسوس!!!

پرانی تاریخین دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ جس طرح قدیم آریہ اپنی نسل کو بچاتے تھے ویسے ارباب عرب حفظ انساب کو سرمایہ فخر وناز جانتے تھے۔ شاید یہی وجہ تو نہین ہے کہ جب ہندوستانیون نے اپنی نسل کی پروانہ کی ایک نسل دوسری نسل سے مل جلکر غلط مبحث مین پڑگئی جو آج بزدل۔ غافل۔ کاہل۔ اور بے حیا اولادین پیدا ہوئین۔ کسی مین باپ کی صلبی خاصیت زیادہ ہے اور کسی مین مان کی بطنی۔ غرضکہ ”این خانہ ہمہ آفتاب است“ زمانہ کی کوئی ایسی اشد ضرورت نہین دیکھی جاتی کہ جو نسل خراب کی جائے۔ بس ہر حال مین حفظ نسل ضروری بات ہے۔

جس طرح پر سوڈا اور ایسڈ ملانے پر جوش وخروش پیدا ہوتا ہے ویسے ہی ادنے اور اعلیٰ نسلون کا آپس مین ملاپ کبھی خاموشی کے ساتھ آرام وآسائش نہین پیدا کرسکتا۔

غرضکہ جب لڑکا ہم نسل مل جائے اوسوقت خاص لڑکے کے حالات سے کماحقہ آگاہی حاصل کی جائے کہ:۔

لڑکا بد اطوار تو نہین ہے؟

لڑکے کا چال چلن ایسا تو نہین ہے جسکو مذہب یا اخلاق برا ٹھراتا ہے؟

لڑکا تعلیم یافتہ ہے یا نہین؟

لڑکا خواندہ ہے یا جاہل؟

لڑکا علوم مروجہ زمانہ کے علاوہ کوئی اور ہنر بھی رکھتا ہے یا نہین؟ وغیرہ وغیرہ

سلف سے علم کے ساتھ دستکاری نور علیٰ نور خیال کی جاتی ہے۔ فی زمانہ بھی اگر اہل علم دستکاری جانتا ہو تو کیا کہنا ہے سونا اور سوگندہ ہنظر دور اندیشی اسکا بھی پہلے ہی خیال کرلینا کچھ برا ہوگا کہ اگر مان باپ کی دولت نے زندگی بھر کفایت نہ کی۔ یا خدانخواستہ اندوختہ آبائی حادثات زمانہ کی بدولت تلف وبرباد ہوگیا تو مرد اوسوقت خود اور اپنے بال بچون کی بسر اوقات کیونکر کریگا۔

اگر علم وہنر پاس ہے تو کوئی مضائقہ نہین ہے۔ محنت سے اُس کی بدولت سب کچھ بذات خاص میسر وہمیا ہوسکتا ہے اور بہم پہونچ سکتا ہے اور اگر علم وہنر نہین ہے تو آڑے وقت مین ایسا مرد اور اوسکی بیوی بچے چوری کرین تو عجب نہین۔ بھیک مانگین تو دور نہین۔ فاقون مرجائین تو تعجب نہین اور جو کچھ برائی اُن کی ذات سے وقوع مین نہ آئے محل استعجاب نہین ہے۔

بڑے بڑے بادشاہ جنکے خزائن زر نقد اور جواہرات سے مالامال رہتے تھے گردش تقدیر سے نان شبینہ کو محتاج ہو گئے اور ایک لوٹا پانی پینے کا بھی جنکے پاس نہ رہا۔ دنیا کی تاریخ مین ایسے واقعات بہت ملینگے مگر ہندوستان کی تاریخ مین صرف بابر و ہمایون کے حالات کو بنظر عبرت دیکھیے۔ اکثر گردش زدہ بادشاہون نے اپنے علم و ہنر کے ذریعے سے اپنی حکومت رفتہ اور سلطنت گذشتہ کو دوبارہ پایا ہے کسی نے برسون معلمی کی۔ کسی نے ٹوکریان بنائین کسی نے رسّیان بٹین۔ اور کسی نے جنگل کی لکڑیان بیچکر اپنے اور اپنے بال بچون کی گذربسر کی ہے جب ایام مصیبت گذر گئے بعضے پھر بادشاہ ہوئے ہین۔ اللہ اللہ!! ایک وہ وقت تھا کہ تخت سلطنت چھوڑکر برہنہ پائی سے بادیہ پیمائی کی تاج شاہی چھوڑکر آبلہ پائی مین گوہر آبدار رشک دُرِ شاہوار نظر آئے۔ اور جو برسون جنگل کی لکڑیان توڑ توڑکر شہر مین بیچ کر لکڑہارا کہلائے پھر وہی ایک وقت اپنی بادشاہت پائے۔ تخت حکومت پر رونق افروز دیکھا جاے ؎

سنائے ہین اس طرح کے ہزار | گدا کل جو تھے آج ہین شہریار
جو علم و ہنر مین بھی ہو ہوشیار | نوازے گا اک روز پروردگار
اُسے فضل کرنے نہین لگتی بار
ہنو اُس سے مایوس امیدوار

آج ممالک یورپ مین شاید ہی کوئی ایسا معزز بادشاہ ہو گا جسکو علم و زبان ۔ کے علاوہ کوئی ہنر دستکاری نہ آتی ہو۔ کوئی جوتہ اچھا بناتا ہے تو کوئی ٹائپ کا کمپوز بسرعت کرتا ہے غرض ہر ایک بادشاہ کوئی نہ کوئی ہنر سے بھی ضرور ہی واقف ہے سب ہنرمند ہین بے ہنر کوئی نہین ہے۔

مگر ہمارے ہندوستان جنت نشان مین تو اہل علم الگ۔ اہل سیف الگ۔ اور بیچارا ہنر والا تو سب سے کم عزت الگ تھلگ خیال کیا جاتا ہے ہم ہندوستانیون کے نزدیک اہل علم کا ہنر سیکھنا کسی دستکار کی شاگردی کرنی نہایت ہی ذلت و شرم کی بات ہے۔ حالانکہ تحصیل علم و فضل کے ساتھ اکتساب کمال ہنر بھی ہمارا آبائی فخر ہے جو ہمکو در کسب کمال کوش کہ عزیز جہان شَوی کی ہدایت کرتا ہے۔

الغرض جہانتک ممکن ہو لڑکے کے حالات جاننے مین متذکرہ بالا باتون کا ضرور لحاظ اور پاس و خیال رکھنا چاہیے اور محض مان باپ کی خوشحالی پر لڑکے کی طرف سے جسکے ساتھ کہ لڑکی کو

زندگی بھر نباہ کرنا ہے قطع نظر کرنی مناسب نہین ہے اور اس جگہ ہمارا یہ لکھنا ہی مناسب ہے کہ جب لڑکا ہر طرح پسند کر لیا جاے تو خاص لڑکی سے بھی اوسکی ہمجولیون کے ذریعہ سے اوسکی رضامندی و نارضامندی کا حال ضرور دریافت کر لیا جاے۔ میرے خیال مین یہ موقع اُس موقع سے بدرجہا بہتر ہے کہ شادی کے بعد دلہن اپنے دولہ کو دیکھتی ہے۔

برسون سے بعض بعض حسین عورتون کی یہ شکایت سنی جاتی ہے کہ ہمکو ایسا بدشکل ڈھونڈا شوہر ملا ہے کہ جیسے چاند کو گرہن لگتا ہے۔ یا منحوس زاغ کے پنجرے مین طوطی شکرخا کو بند کر دیا ہے وغیرہ۔ اس قسم کی بیشتر ہجویات سننے مین آتی ہین۔ جسکی بنا پر عمر بھر زن و شو مین نااتفاقی اور اَن بن رہتی ہے اور اس بیجا شرم سے شادی کا لطف اور بیاہ کا مزہ سب خاک مین ملجاتا ہے۔ پس ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ بلا اوسکی رضامندی حاصل کیے اوسکی شادی کر دیجاے۔ بہر حال اوسکی رضامندی مقدم ہے۔

دوم لڑکے کی عادات دریافت کرنا چاہیے۔

لڑکا بدمزاج نہو۔ غصہ ور نہو۔ زود رنج نہو سخت کلام نہو۔ تلون طبع نہو خصومت پسند نہو۔ ظالم نہو۔ کاہل نہو۔ اور بے شرمی وغیرہ اخلاقی برائی اُس مین نہو۔

بلکہ سلیم الطبع خوش مزاج۔ شیرین گفتار۔ ہونہار۔ حیادار۔ باادب۔ جفاکش محنتی وغیرہ جسقدر اوصاف اخلاقی سے موصوف ہو بہتر ہے۔

مثل مشہور ہے کہ بدمزاج عورت سے نباہ ہو سکتا ہے مگر بدمزاج مرد سے کبھی نہین بنتی ہمیشہ یا تو نااتفاقی رہتی ہے یا جدائی کی نوبت آتی ہے اس خیال سے لڑکے کی عادات مین مزاج کی تحقیق سب سے اول کرنی لازم ہے تاکہ پیچھے لڑکی اور اوسکے والدین کو پچھتانا نہ پڑے ؎

چو کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی ؟

سوم لڑکے کی تندرستی و صحتوری پر نظر کرنی چاہیے اگر کوئی خاص بات مشتبہ ہو اور کوئی وجہ مانع نہو تو لڑکے کی تندرستی کا طبی معائنہ کرا لینا چاہیے ؎

دل جو لیتے ہو اجی دیکھ لو ٹوٹا پھوٹا
پھر نہین پھرنے کا پیچھے جو بکھیڑا نکلے

ہماری راے مین لڑکا ہر طرح تندرست اور تنومند ہونا چاہیے۔ کوئی بیماری جو شرمناک خلاف تہذیب اور خاندانی خیال کی جاتی ہے عام اس سے کہ وہ مہلک و مضر ہو یا نہو ہرگز نہونی چاہیے

یہ یاد رکھنے اور سمجھ لینے کی بات ہے کہ بیمار کا ہم نشین بیمار ہوتا ہے۔ بعض بیماری کی آتش سوزان جیسے خود کو جلا کر خاک کر ڈالتی ہے ویسے ہی دوسرے کو بھی خاک سیاہ کر کے چھوڑتی ہے۔ ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد۔

مثلاً جنون۔ برص۔ جذام۔ صرع۔ دق۔ سل۔ ضیق النفس۔ آتشک۔ سوزاک۔ اور بواسیر وغیرہ امراض کی نسبت بہت اچھی طرح تحقیق و دریافت کر کے بخوبی اطمینان کر لیا جائے کہ ان مین سے کوئی بیماری تو کبھی نہین تھی یا اب ہے۔ کیونکہ یہ وہ بیماریان ہین جنکا مہلک و مضر اور خراب اثر ایک مدت تک پشت در پشت اونکی اولاد واحفاد مین پایا جاتا ہے۔ اللہم احفظنا

چہارم لڑکے کی عمر پر فراست و تجربہ کی نظر چاہیے۔ لڑکے اور لڑکی کی عمر مین زیادہ سے زیادہ سات برس کی بڑائی چھوٹائی ہو تو خیر چندان مضائقہ نہین اس سے زیادہ ہرگز نہ ہونا چاہیے۔ لڑکا نہ حد سے زیادہ موٹا ہو اور نہ انتہا کا دبلا۔

شادی کیسی لڑکی سے کرنی چاہیے

لڑکے والون کا بھی فرض ہے کہ جہانتک ممکن ہو لڑکی کے بھی حالات۔ عادات۔ تندرستی۔ اور عمر کے نسبت کما ینبغی تحقیق و دریافت کرین۔ اور سب سے زیادہ اس بات کا بخوبی اطمینان کرین کہ نوجوان لڑکی عفت و عصمت کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہے زیادہ فربہ اور پستہ قد تو نہین ہے۔ اور جب لڑکی کی تمام متذکرہ بالا باتون سے کما حقہٗ واقفیت و آگاہی حاصل کر چکے ہون تب اپنے لڑکے کے حالات سے لڑکی کے حالات۔ اور عادات سے عادات۔ تندرستی سے تندرستی اور عمر سے عمر کو مطابقت و موافقت اور ملا جلا کر بلا کسی قسم کی طمع یا رو رعایت کے خوب غور و خوض کیساتھ مدبرانہ ایسا قطعی فیصلہ کرین کہ:-

اس طرح کا بر اس طرح کی کنیا کے لئے یا ایسا شوہر ایسی زوجہ کیواسطے کہانتک موزون ہو گا؟

جب ہر طرح پرا و ہے۔ انسب۔ درست اور ٹھیک پائین تب خدا کا نام لیکر کفایت شعاری کے ساتھ شادی بیاہ کر دین۔

ہمارے ہندوستان کی حالت اس بات کی سخت مقتضی ہے کہ عام طور پر لڑکی خانہ داری یا گرستی مین وقوف کامل رکھتی ہو۔ اگر زردوزی۔ کامدانی چکن۔ اور قصیدہ کاڑھنا وغیرہ نہ جانتی ہو تو سینا۔ پرونا بخوبی آتا ہو۔ اور تھوڑا سا لکھنا پڑھنا بقدر ضرورت خانہ داری ضرور جانتی ہو۔ اگر نہ جانتی

ہو تو بعد شادی اتنا جلد سکھانا چاہیے کہ اولاد نہ ہونے پائے۔ تاکہ مذہبی کتابین جو فی زمانہ اردو اور دیونا گری مین رائج ہین عورت بلا استمداد اوسکو پڑھکر سمجھ سکے۔ اور اپنے گھر کا خرچ روزمرہ اور دھوبی کے کپڑون کا حساب و کتاب وغیرہ لکھنے مین شوہر کی محتاج نہو۔ ہمارے خیال مین یہان تک نسوان کو تعلیم کی اشد ضرورت ہے اور اس سے سوا "علم شے بہ از جہل شے" ہے یہان یہ سوال ہوسکتا ہے کہ۔ لڑکے کو تو لڑکی اوسکا فوٹو دیکھکر یا بر دیکھوا وغیرہ کے مواقع پر کسی طرح چھپ چھپا کر دیکھکر پسند یا ناپسند کر سکتی ہے۔ مگر لڑکی کو لڑکا کیونکر دیکھ سکتا ہے؟

ہمارے خیال مین اگر انسانی تمام ترکیبون پر ہندوستانی رسم و رواج کی شرم و حیا کا پردہ پڑا ہوا ہی تو خیر رہنے دیجیے۔ ہم بیٹی والون کی شرم و حیا یا پردہ داری کے مخالف نہین بلکہ موئد ہین۔ جسوقت لڑکے والے کی طرف کی عورتین لڑکی کو دیکھنے یا چڑھوا چڑھانے یا امام ضامن کی اشرفی یا روپیہ باندھنے جاتی ہین اُن مین دو ایک ایسی ہوشیار اور سلیقہ مند عورتین بھی ہونی چاہئین جو لڑکی کو دیکھ لینے کے بعد لڑکے کو آکر بلا کم و کاست لڑکی کے قد و قامت۔ رنگ روپ۔ چہرہ مہرہ۔ خط و خال سراپا حلیہ سے زبانی اطلاع دین۔ جہان پر عاجز ہون وہان اُن لوگون کی شباہت سے کام لین جو لوگ کہ لڑکی سے مشابہ ہون اور اُن کو لڑکے نے بھی دیکھا ہو۔

اس طرح کے زبانی سراپا کھینچکر دکھاتے وقت فہم و فراست کے ساتھ لڑکے کے بشرہ پر نظر کرین اگر پسندیدگی کے آثار نمایان ہون تو فبہا بسم اللہ کرین۔ اور اگر لڑکے کے چہرہ کو متغیر مائل بہ ناپسندیدگی پائین تو ایسی شادی سے باز رہین۔ ممکن ہے کہ آرسی مصحف کیوقت یا اوس دم جبکہ دولہا دولہن کے روئے زیبا پر نظر کرتا ہے اس سے زیادہ چین بچین اور خشمگین پائین۔ اور پھر تا عمر اتفاق اور مہر و محبت کی نوبت نہ آئے۔ یہ یاد رہے کہ جب مرد کی پہلی نظر عورت پر اچھی پڑتی ہے تو پھر عمر بھر اثر اچھی ہی رہتی ہے اور خیالات بھی اچھے پیدا ہوتے ہین۔

بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

ثبوت اس اصول کا ہمکو فرقہ نسوان کی آرائش و زیبائش اور بناؤ سنگار کی علت غائی سے ملتا ہے۔

شادی کے بعد مرد کے فرائض

شادی کے بعد سب سے پیشتر مرد کا یہ خیال ہونا چاہیے کہ آج ہمکو خدا نے اپنی قوم و نسل و خاندان کے ایک آدمی پر جو مثل ہمارے خدا کا بندہ ہے ایسا اختیار دیا ہے کہ آج سے ہم اوسکے مالک ہین وہ ہمارا

مملوک۔ آج خدا نے ہمکو ایک ایسا رفیق باوفا عطا کیا ہے جو حقیقت مین میراث اولاد آدمؑ خیال کیجاتی ہے۔ آج خدا نے ہمکو ایسا ذی عفت و عصمت مہربان مرحمت کیا ہے جسکی دائمی عفت ہماری ذاتی عصمت کیساتھ وابستہ ہے۔ جو ہمارا ہم عمر و ہم سن سچا خیر خواہ خیر اندیش۔ اور جان نثار و وفا کیش ہے جسنے اپنی حیات و حرمت کی دولت ایک عجیب طریقۂ مہر و وفا کے ساتھ ہمارے قدمون سے لگا دی ہے۔ یہ ہماری ہر ایک خوشی کا شریک اور ہمارے ہر ایک درد کا ہمدرد۔ ہماری خوشی سے اسکو خوشی اور ہماری تکلیف سے اسکو تکلیف ہے۔ غرضکہ ہمارے عیش و آرام۔ ہماری امیری اور غریبی ہمارے رنج و غم اور عذاب و ثواب مین اسیکا نصفا نصف حصہ ہے۔

پس ایسے اچھے شریک اور ساتھی کے ساتھ ہمکو کیونکر زندگی بسر کرنی چاہیے؟ عشق و الفت اور مہر و محبت کے ساتھ۔ وفاداری و مروّت کیساتھ حسن سلوک اور خوبی برتاؤ کے ساتھ نرمی و شیرین کلامی کے ساتھ خوشدلی و خندہ پیشانی کیساتھ۔ قدردانی و حوصلہ افزائی وغیرہ کیساتھ۔

ہمکو اُسکی ہر ایک ادائے دل خوش کن کی داد دینی چاہیے۔ ہمکو اوسکی سلیقہ شعاری اور ہنرمندی پر اپنی دلی مسرت کا اظہار کرنا چاہیے۔ ہمکو اوسکی خدمات لائقہ کی قدر کرنی چاہیے۔ ایسے انیس، بریا محرم راز اُنس سے مانوس۔ ایسے ہی دلدار کی دلداری پر دلدادہ۔ اور بس ایسے ہی فریب حسن پر فریفتہ و شیفتہ ہونا چاہیے جسکو تمام دنیا کے مذاہب اور سب لوگ جائز و روا کہتے ہین۔

جی چاہتا ہے صانع قدرت پہ ہون نثار
اُسکو بٹھا کے سامنے یاد خدا کرون

ایسے ناکردہ کار ذیوقعت و قابل قدر رفیق سے جو انسان ہے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اوسکو دل مین جگہ نہ دینی چاہیے۔ بلکہ اوسکی اور اور خوبیون اور بھلائیون پر نظر کر کے اُسکو اسیوقت نظرانداز کرنا چاہیے۔ یا ایسے مناسب و موزون لفظون مین شیرین کلامی اور محبت کیساتھ فہمائش کرنی چاہیے جسکا تحمل ایسے ہی مواقع پر دوسرون کے مقابل مین ہم آپ بھی کرسکین کیونکہ "ہرچہ برخود نہ پسندی بدیگران مہ پسند۔

میرے خیال مین چشم پوشی اچھی فہمائش ہے۔ اور فہمائش عمدہ تنبیہ ہے۔ اور تنبیہ بہتر ہے تکلیف جسمانی سے اگر صحبت کا اثر واقعی کوئی چیز ہے تو بُرے کو اچھا اور اچھے کو بُرا بنانا مرد کی ذات پر موقوف ہے ؎

بنا دیتا ہے کوچہ فخر کا ٹیڑہون کو بھی سیدھا   کہ جیسے جنتری مین تار کا سب خم نکلتا ہے

شادی کے بعد عورت کے فرائض

عورت کے فرائض تو مرد کی بہ نسبت بہت زیادہ ہین جس طرح پر روپیہ کا پیدا کرنا آسان ہے اُسکا مناسب طریقہ پر صرف کرنا مشکل ہے۔ اسی طور پر مرد کا روپیہ پیدا کر کے عورت کو دینا آسان ہے مگر عورت کا اُسکو مناسب مواقع پر خرچ کرنا ایک اہم کام ہے۔

عورت اپنے گھر کی مالکہ یا ملکہ ہے۔ اور خانہ داری یا گرستی کا انتظام ایک سلطنت کی مثال رکھتا ہے۔ بس ایک بیدار مغز ملکہ یا ملک کو جو اُمور سلطنت کے انتظام مین عرق ریزی و مشقت کرنی پڑتی ہے وہی ایک عالی دماغ عورت کو جو اپنے گھر کی مالکہ ہے اپنے خانہ داری کے انتظام مین جانفشانی و محنت کرنی پڑتی ہے۔

اسکے علاوہ ہر وقت و ہر لحظہ بلکہ ہر نفس شوہر کی خوشنودی و رضامندی کا خیال۔ اُسکے عزیز و اقارب کا پاس و لحاظ۔ اولاد ہونے پر بچون کی پرورش و پرداخت اور اُن کی نگرانی و دیکھ بھال وغیرہ یہ سب عورت ہی کے ضروری فرائض مین داخل ہین۔

تعلیم یافتہ و مہذب اور شائستہ یا لائق عورت ماں ہو کر ایک حد تک اپنے خورد سال بچون کے نازک دل و دماغ مین جنھون نے ابھی دنیا کے چوکھٹ پر قدم رکھا ہے اُن مفید اور ضروری باتون کو جو کہ آیندہ خود اُنکے اور اُنکی آنے والی نسل کے حق مین نافع و بکار آمد ہون ایسی طرح جاگزین کر سکتی ہے کہ جو دوسرے سے ممکن نہین۔ بقول مسٹر سمائلس "عورتین تمام تعلیم دینے والون سے زیادہ انسانیت سکھا سکتی ہین" اور خاصکر ماں۔ اور ماں بھی کیسی؟ کہ تعلیم یافتہ و مہذب اور شائستہ یعنی لائق!

فزیالوجی یا علم قیافہ کے عالمون نے لکھا ہے کہ بچون کے نازک دماغ مین ابتداءً ایک ایسی خلقی قوت ہوتی ہے کہ جس سے وہ دیکھا دیکھی بہت جلد دوسرون کی تقلید یا تتبع یا نقل کرنے لگتے ہین اور جون جون بچہ سن تمیز کو پہونچتا ہے اوس خداداد قوت مین اضمحلال و کمی آتی جاتی ہے چونکہ بچون کو ابتدا سے زیادہ تر اتفاق ماں کی صحبت مین رہنے کا پڑتا ہے۔ لہٰذا تعلیم یافتہ و مہذب اور شائستہ یا لائق مائین اپنے صغیر العمر بچون کے اُن تمام باتون کی ابتدائی ذمہ دار ہین جنسے اُن کی آیندہ زندگی کی بھلائی برائی تعلق رکھتی ہے۔

اگر ماں بچہ کو ابتدائی تعلیم و تربیت عمدہ دے یعنی اچھی اُٹھان اوٹھائے تو جسوقت وہ لڑکا باپ کے

بلکسی اور بزرگ کے چارج یا سپردگی مین آئیگا۔ زود تر بکمال آسانی اثر پذیر تعلیم و تربیت ہوگا۔ اور اگر ماں نے ابتدائی طریقہ خراب کر دیا۔ تو اوسوقت بیچارے باپ یا بزرگ کو بڑی دقت اوٹھانا پڑیگی۔ اور ممکن ہے کہ پھر بھی نتیجہ حسب دل خواہ نہ پیدا ہو۔

ہندوستان کی ناتعلیم یافتہ جاہل عورتین ماں ہوکر اپنے شیر خوار بچون کو افیون کا عادی تو بیشتر چھٹی چلے سے کر دیتی ہین۔ عمدہ عمدہ شیشے اور چینی کی گولیان اور خوبصورت خوبصورت چینتیان (کوڑیان) بازار سے منگا کر بچون کے آگے دہر دیتی ہین۔ اپنے نزدیک گویا بچہ بہلاتی ہین ذرا ذرا سی بات پر انکو باؤ۔ بھکاؤن۔ اور بی شادی وغیرہ فرضی نامون سے ڈراتی دھمکاتی اور خوف دلاتی ہین۔ اونکو اونکی بھولی بھولی تتلاتی ہوئی زبانون سے گالی دینا سکھا کر اپنا دل خوش کرتی ہین۔ کبھی ہلکے ہلکے خوبصورت رنگین ڈنڈے اونکے نازک اور ناتوان ہاتھون مین دیکر خود اپنے ہاتھون سے مارنا سکھاتی ہین۔ اور خوش ہو ہوکر قہقہے لگاتی ہین وغیرہ۔ پس اگر وہی بچے سن تمیز کو پہونچکر افیونی۔ مدکچی۔ اور چانڈو باز ہوگئے یا قمار باز یا جواری بنکر قید ہوئے۔ یا زندگی بھر کے بزدل اور ڈرپوک ہوگئے۔ یا سخت کلام بدزبان۔ گستاخ اور بیحیا ہوگئے۔ یا جوانی مین منہ چھٹ ہوکر گھر مین ضعیف ماں باپ یا چھوٹے بھائی بہن یا جورو یا نوکر چاکر وغیرہ یا ہمسایہ اور اڑوسی پڑوسی سے مار پیٹ کرنے لگے اور کبھی کبھی فوجداری و عدالت کی نوبت آئی اور آخر مین قانون سلطنت کے رو سے جرمانہ یا قیدخانہ کاٹا یہ سب اوسی ابتدائی درخت کا پھول و پھل ہے جسکا بیج عورت ماں ہوکر اپنے فرض کے خلاف اپنے گھر مین کاشت کرتی یا بوتی ہے۔

جسوقت ایسی نالائق ماں اپنے چھوٹے بچون کو مذکورہ بالا طریقون سے بہلاتی ہے اون معصومون کی تقدیر تاسف کرتی ہے اور شامت اعمال کہتی ہے کہ یہ وہ عادت ہے جو جوانی مین طبیعت ہوگی۔

متمول خواتین یا دولتمند عورتین جو اپنی اولاد کو انا۔ دایئین۔ چھوچھو۔ اور کھلائیون سے پلواتی ہین یہ اونکا فرض ہے کہ وہ اولاد کو ہمیشہ زیر نظر رکھکر دیکھا کرین کہ کہین کوئی ملازمہ بچے کو کسی ایسے مضر و تباہ کن ذرائع کا عادی اور خوگر تو نہین بناتی جو اوسکی آیندہ خرابی و بربادی اور شماتت و انگشت نمائی کا باعث یا سبب ہو کیونکہ اس قسم کی جاہل انا ہون یا دائی کبھی یہاں اسبات کی ذمہ دار نہین ہین کہ وہ بچہ جو اون کی گود مین پرورش پا رہا ہے کل کیسا ہوگا؟ خراب ہو یا اچھا۔ اونکو اس سے کوئی غرض نہین ہے۔ بس اسی اس طرح کے بہت سے اہم اور نہایت ضروری فرائض عورت کے ہین جو ابتدا مین بالخصوص عورت ہی کی ذات سے علاقہ رکھتے ہین۔ غرضکہ عورت ہی گرستی کی جان۔ خاندان کی رونق۔ عسرت و عشرت کا نمونہ اور قوم و ملک کی تہذیب و شائستگی اور عروج و زوال کا آئینہ ہے۔

اگر اولاد نہ ہو تو فی مابین زن و شو کیسا برتاؤ چاہیئے؟

اکثر ہندوستان مین دیکھا جاتا ہے کہ جہان عورت سے دو چار برس کوئی اولاد نہین ہوئی - خود مرد اور اوسکے عزیز و اقارب عورت کی طرف سے برانگیختہ خاطر ہوجاتے ہین انواع اقسام کے طعنے دیتے ہین کوئی عقیمہ اور بانجھ خیال کرتا ہے تو کوئی بھوت پلید سایہ اور کارن بتاتا ہے - کیا غضب کی بات ہے کہ عورت کے سامنے اوسکے مرد کو دوسری شادی کی صلاح دیتے ہین؟

اس طرح کے لوگ خاصکر عورت کو طعن تشنیع سے رنجیدہ اور کبیدہ خاطر کرتے ہین جس سے بیشتر عورتین تنگ آکر یا تو پردہ عفت و عصمت کو خیرباد کہکر نکل کھڑی ہوتی ہین یا تو جبراً قہراً اپنی بقیہ زندگی کو روز کی توہین مین اور رنج والم مین کاٹتی ہین - یا خودکشی کر بیٹھتی ہین - بس لاولد مردون اور اونکے گھر والون کو خدا کے خوف سے اور انگریزی قانون کی دھر پکڑ اور رسوائی و ذلت سے ڈرکر ایسی حرکتون سے اجتناب و پرہیز لازم ہے - یہ کوئی کیا جانتا ہے کہ اولاد کے ہونے مین مرد کی طرف سے قصور ہے یا عورت کی طرف سے - انصاف تو یہ چاہتا ہے کہ جب عورت بانجھ ٹہرتی ہے تو مرد دوسری شادی کرتا ہے - پس جب مرد عقیم ثابت ہو تو عورت کو بھی اجازت دیجاوے کہ وہ اپنی دوسری شادی کرلے تاکہ حسرت نصیب عورت کا دنیا مین نام و نشان چلے - مگر نہین یہ سب کچھ عورتون ہی کیواسطے پابندیان ہین - مرد ہر طرح آزاد ہین جو چاہین کرین اور کرتے ہی ہین

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از در حق بہر استقبال می آید

ہمنے اکثر بچشم خود دیکھا ہے کہ بعض بعض مردون نے ایک سے زیادہ شادیان کین مگر اولاد کسی سے بھی نہوئی - اور ایسی عورتین بھی دیکھی ہین جو شادی کے پندرہ بیس برس کے بعد رانڈ ہوئین اور عقد ثانی مین خدا نے اولادین دین - بس اولاد نہونے مین محض عورت ہی کا نقص خیال کرلینا انصاف کے خلاف ہے۔

یہ ہم نہین کہتے کہ اولاد کے متمنی اپنی صحت و تندرستی اور قابلیت کی حالت مین دوسری شادی نہ کرین - ہمارا منشا یہ ہے کہ اگر کرین تو زوجہ اولی کی صدق اذن اور سچی رضامندی کیساتھ خاطر بہت عزیز رکھین - اوسکے دل مین ایسی جگہ پیدا کرین کہ اوسے سوت کا رشک اور اولاد کی طرف سے مایوسی کا خیال نہ گذرے - اور جب مہر و محبت کا سلوک و برتاؤ رکھا جائے گا - تو دونون بیویان محبت و الفت سے آپس مین مل جلکر رہنگی - اور پہلی بیوی دوسرے کی اولاد کو مثل اپنی اولاد کے مانیگی -

اگرچہ عقلاؤن کے ہان شارع اسلام نے ایک ساتھ چار بیویون کو رکھنے کا حکم دیا ہے مگر اسی کیساتھ عدل کی بھی ایسی سخت شرط لگادی ہے کہ جسکی تشریح سے دم گھبراتا ہے۔ پھر ہم نہین سمجھ سکتے کہ عدل کی صراحت سے تو دماغ چکراتا ہے اور ایک سے زیادہ دو تین۔ اور چار جوروؤن کیساتھ عدل کا عملی برتاؤ کیونکر ہوتا ہوگا۔ اور ضرور ہے کہ جب بیویون کے ساتھ عدل کا برتاؤ موافق شرع شریف کے نہوا اور سر مو خلاف واقع ہوا یا اُس مین بال بھر ذرا سی بھی کوتاہی عمل مین آئی تو پھر عقبے کا مواخذہ بھی رکھا ہوا ہے۔ کل ایسی بیویون کے ناعادل شوہر کا کیا حال ہوگا ۵

مزہ ہے حشر مین اُنکا جو سامنا ہوئے

وہ منتون سے کہین چپ رہو خدا کے لئے

بہت سے ایسے مسلمان بھی ہین جو شرع کے خلاف نماز۔ روزہ۔ حج۔ زیارات۔ زکوۃ۔ اور خمس وغیرہ فرائض کی تو کوئی پروا نہین کرتے مگر ازدواج اربعہ کو اسلام کی شان اور اپنی جان بلکہ ایمان جانتے ہین۔ بس ایسے ہی لوگ ننگ فرقۂ اسلام ہین جو بدنصیبی کے باعث اسلام کے مقدس ومتبرک فرقے کو بدنام کرتے اور مخالفین سے بھی بدنام کراتے ہین۔

دو بیویون کا ایک ساتھ رکھنا ذرا یہ ہر شخص کا کام نہین ہے جس طرح عوام کے ہاتھون سے سوڈا اور ایسڈ کا ملاپ جوش وخروش پیدا کرتا ہے اوسی طرح عام لوگ دو بیوئین ایک ساتھ رکھکر نہ دل کیساتھ آرام و آسائش نہین پا سکتے۔ البتہ اگر کیمسٹ تجربہ کار ہے تو وہ سوڈا اور ایسڈ کو خاموشی سے ملا سکتا ہے بس یہ ہر شخص کا کام نہین کہ ایک سے زیادہ بیوی رکھکر فائدہ یا راحت اوٹھائے ۵

کار ہر کس نیست صائب سینہ بر خنجر زدن

از دو صد عاشق یکے کس پاک می آید برون

ایک ہندوستانی ریفارمر کا مقولہ ہے کہ دو بیویون کا رکھنا گویا بحر دنیا کی دو علحدہ کشتیون پر ایک ایک پاؤن رکھکر منزل ہستی کا طے کرنا ہے جو ضرر اور خطرے سے کبھی خالی نہین۔

ہر کیف جب دوسری بیوی سے بھی خدانخواستہ کوئی آل یا اولاد نہو تو بس راضی برضائے آلہی رہکر خاموش رہنا چاہئے۔ چاہے کسی درجہ کا مرد ہو زیادہ جوروؤن کی ہوس بجائے آرام کے تکلیف دیتی ہے اور یہ دنیا زیادہ خوشی کیساتھ رنج لگادیتی ہے ۵

شادی جو ہوئی غم کے بھی پہلو نکل آئے — جب کوئی زیادہ ہنسا آنسو نکل آئے

مرکز احیاء آثار برّ صغیر
MAAB 1431
maablib.org

maablib.org